JQSS Vol: 01, Issue: 01, Jan-June-2021
www.jqss.org
Page:14-25

شرائع ما قبل کی پیروی

Following the previous laws

. **Muhammad Khalid**

M. Phil. Scholar Department of Islamic Studies, University of Baluchistan, Quetta.

Dr, Shabana Qazi

Assistant Professor Department of Islamic Studies, University of Baluchistan, Quetta

Abstract

Before Holy Prophet Hazrat Muhammad (Peace Be Upon Him) all Prophets who brought acting Sharia, believing in that sharia and acting according to it was necessary at that time, however, after Sharia of Muhammad (shariat Muhammadi) all those sharias were rejected. Now the question arises that those shrias which were rejected either they are completely rejected or their some orders still exist,or if they exist according to which sahria (sharia mosovi) or sharia Mhumaddai (Peace Be Upon Him)?And if all or some of those orders which are rejected when did the era of their rejection begin? Either before the era of Holy prophet(Peace Be Upon Him)or after that?

Keywords: *Prophets, previous laws, Believing, Acting, Arises*

CC BY

شرائع ما قبل یعنی: آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سے قبل تشریف لانے والے انبیاء کرام علیہم السلام کی وہ آسمانی شریعتیں جو انبیاء کرام اپنی امتوں پر لائے تھے، ان شریعتوں پر ایمان لانا اور ان کے مطابق عمل کرنا ان انبیاء کرام علیہم السلام کے زمانے میں ضروری تھا تاہم شریعت محمدیہ کے بعد وہ تمام شریعتیں منسوخ ہو گئیں۔ اب سوال یہ ہے کہ یہ شریعتیں جو منسوخ ہو گئیں ہیں تو کیا یہ بلکل منسوخ ہو گئی ہیں من کل الوجوہ یا ان کے کچھ احکام برقرار ہیں، اور اگر برقرار ہیں تو کس حیثیت سے شریعت موسوی کے حیثیت سے یا پھر شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے حیثیت سے ؟ اور اگر کل یا بعض احکام جو منسوخ ہیں تو ان کے نسخ کا زمانہ کب سے شروع ہے ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے یا بعد میں ؟

تمام آسمانی شریعتوں کی حقانیت ، منزل من اللہ ، قابل عمل اور واجب الاتباع ہونا مسلمات دینیہ اور حقائق شرعیہ میں سے ہے ، ایک مسلمان کے ایمان کے معتبر ہونے کیلئے یہ بنیادی شرط ہے ، کیوں کہ عقیدہ رسالت کے عموم میں جس طرح اپنے نبی کی نبوت ورسالت پر ایمان لانا ضروری ہے بلکل اسی طرح گزشتہ تمام انبیاء کی نبوت ورسالت اور ان کی شریعتوں کی حقانیت کو تسلیم کرنا بھی ضروری ہے، چنانچہ امام طحاوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"ونؤمن باللہ والملائکۃ والنبیین والکتب المنزلۃ علی المرسلین ونشہد أنہم کا نوا علی الحق المبین "-1

(اور ہم فرشتوں، انبیاء کرام اور رُسلِ عظام پر اُتاری گئیں کتابوں پر ایمان لاتے ہیں، اور گواہی دیتے ہیں کہ سب واضح حق پر تھے)

،اس سلسلے میں آیات کریمہ ا:

"وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْآخِرَةِ ہُمْ يُوْقِنُوْنَ "2

(اور وہ لوگ جو ایمان لائے اس پر کہ جو کچھ نازل ہوا تیری طرف اور اس پر کہ جو کچھ نازل ہوا تجھ سے پہلے اور آخرت کو وہ یقینی جانتے ہیں)۔

اس آیتِ کریمہ میں قرآن مجید، جو خاتم الانبیاءؐ پر نازل کیا گیا ہے' پر ایمان لانے کے ساتھ گزشتہ کتبِ ساویہ، جو سابقہ تمام انبیاء کرامؑ پر اُتاری گئیں ہیں، پر ایمان لانے کا حکم بصورتِ خبر ہے۔

"آمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ كُلٌّ آمَنَ بِاللهِ وَمَلَائِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْ رُّسُلِهٖ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيْرُ"3

(مان لیا رسول نے جو کچھ اُترا اُس پر اس کے رب کی طرف سے اور مسلمانوں نے بھی، سب نے مانا اللہ کو اور اس کے فرشتوں کو اور اس کی کتابوں کو اور اس کے رسولوں کو۔ کہتے ہیں کہ: ہم جدا نہیں کرتے کسی کو اس کے پیغمبروں میں سے اور کہہ اُٹھے کہ ہم نے سنا اور قبول کیا، تیری بخشش چاہتے ہیں اے ہمارے رب! اور تیری ہی طرف لوٹ کر جانا ہے)۔

حدیثِ نبوی ہے

شرائع ماقبل کی پیروی

"عَنْ أَبِیْ ہُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: ''أَنَا أَوْلَی النَّاسِ بِعِیسَی ابْنِ مَرْیَمَ فِیْ الْأُوْلَی وَالْآخِرَۃِ'' قَالُوْا: کَیْفَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ؟ قَالَ:''الْأَنْبِیَاءُ إِخْوَۃٌ مِنْ عَلَّاتٍ، وَأُمَّہَاتُہُمْ شَتَّی، وَدِیْنُہُمْ وَاحِدٌ، فَلَیْسَ بَیْنَنَا نَبِیٌّ''"-4

(حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دنیاو آخرت میں عیسیٰ بن مریم کے سب زیادہ قریب میں ہوں۔ صحابہؓ نے دریافت فرمایا: کس طرح؟ یارسول اللہ! آپ نے فرمایا: انبیاءؑ باپ شریک بھائیوں (جیسے) ہیں، ان کی مائیں مختلف ہیں اور دین ایک ہے، ہمارے درمیان کوئی اور نبی نہیں)

امام بغوی فرماتے ہیں:"وقال البغوی:یرید أن أصل دین الأنبیاء واحد، وإن کانت شرائعہم مختلفۃ کما أن أولاد العلات أبوہم واحد، وإن کانت أمہاتہم شتی "5

(حدیث شریف کا معنی یہ ہے کہ انبیاء کرامؑ کے دین کا اصل ایک ہے، اگرچہ ان کی شریعتیں مختلف ہیں، جیسے علاتی بھائیوں کے والد ایک ہوتے ہیں، اگرچہ مائیں مختلف ہوتی ہیں)

مذکورہ بالا نصوص کا خلاصہ یہ ہے کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام برحق تھے اور ان پر نازل ہونے والی کتابیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ آسمانی کتابیں تھیں، دین تمام انبیاء کا ایک تھا البتہ شریعتیں مختلف تھیں۔ ایمان کے معتبر ہونے کے لئے ان تمام باتوں پر ایمان لانا ضروری ہے، جب تک ایک مسلمان ان باتوں پر ایمان نہ لائے وہ مسلمان نہیں ہوسکتا، اور پھر شریعتوں میں اختلاف یا اتفاق کا ہونا بھی ممکن ہے کیونکہ ہوسکتا ہے کہ دو نبی کے زمانوں میں حالات واقعات رسم ورواج اور مصالح ایک جیسے ہوں تو شرائع میں اتفاق ہو اور یہ بھی ہوتا ہے کہ ہر زمانے میں قوم، واماکن کے اعتبار سے رسم ورواج احکام ومصالح میں تبدیلی ہو کہ ایک زمانے میں ایک قوم کے مصالح کچھ ہوں اور بعد میں آنے والے نبی کے زمانے میں مصالح کچھ اور ہوں تو اس طرح شرائع ایک دوسرے سے مختلف ہوں، لہٰذا جب مصالح میں اختلاف واتفاق ہوسکتا ہے تو شرائع میں بھی ہوسکتا ہے کہ اللہ کسی نبی یا پیغمبر کو پچھلی شریعت کی پیروی کا حکم دے یا پھر پچھلی نبی کی شریعت پر عمل کرنے سے منع کردے۔

اس سلسلے میں صاحب کشف الاسرار لکھتے ہیں: جان لو کہ یہ بات جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو پچھلے انبیاء ؑ کی شریعت پر عمل کرنے کا پابند بنائے، اور اس کی پیروی کا حکم دے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ پچھلی شریعت کی پیروی سے منع فرمادے۔ دین میں اس حوالے سے کوئی صورت 'محال اور ناقابل فہم نہیں۔ بندوں کے مصالح کبھی یکساں ہوتے ہیں، اور کبھی مختلف۔ پس ممکن ہے کہ کوئی چیز پہلے نبی کے زمانہ (نبوت) میں مصلحت ہو، دوسرے نبی کے زمانہ (نبوت) میں نہ ہو، اور اس کے برعکس صورت بھی ممکن ہے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ دونوں نبیوں کے زمانہ (نبوت) میں مصلحت ہو۔ پس شرائع کا یکساں ہونا اور مختلف ہونا دونوں صورتیں ممکن ہیں۔6

یہ بات تو عیاں ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی شریعتوں میں ایک دوسرے سے اختلاف رہا ہے، اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا کبھی ایسا بھی ہوا ہے دو یا اس سے زیادہ انبیاء علیہم السلام کی شریعتوں میں باہمی اتفاق واقع ہوا ہو تو اس کا جواب یہ ہے کہ بلکل انبیاء بنی اسرائیل میں ایسا واقع ہوا ہے۔

چنانچہ حافظ ابن حجر لکھتے ہیں کہ: بنی اسرائیل کے تمام انبیاء کرام موسی علیہ السلام کی شریعت کے تحت داخل ہیں اور ان کی نبوت کے احکام کے پابند ہیں، یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی۔ قرآن مجید میں اس کے دلائل موجود ہیں۔7

شرح حدیث جبریل فی تعلیم الدین میں عبدالمحسن بن احمد لکھتے ہیں:

"وَقَالَ:إِنَّا أَنْزَلْنَا التَّوْرَاةَ فِيهَا هُدًى وَنُورٌ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ الَّذِينَ أَسْلَمُوْا لِلَّذِينَ هَادُوْا وَالرَّبَّانِيُّوْنَ وَالأَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتَابِ اللهِ وَكَانُوْا عَلَيْهِ شُهَدَاءَ۔

(المائدة:۴۴) فَهٰذِهِ الْآيَةُ تَدُلُّ عَلٰى أَنَّ أَنْبِيَاءَ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ مِنْ بَعْدِ مُوْسٰى يَحْكُمُوْنَ بِالتَّوْرَاةِ وَيَدْعُوْنَ إِلَيْهَا "۔8

(فرمایا:"إِنَّا أَنْزَلْنَا"(ہم نے نازل کی تورات کہ اس میں ہدایت اور روشنی ہے، اس پر حکم کرتے تھے پیغمبر جو کہ حکم بردار تھے (اللہ کے) یہود کو اور حکم کرتے تھے درویش اور عالم، اس واسطے کہ وہ نگہبان ٹھہرائے گئے تھے اللہ کی کتاب پر اور اس کی خبر گیری پر مقرر تھے) یہ آیتِ کریمہ اس بات پر دلالت کررہی ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کے بعد بنی اسرائیل کے تمام انبیاء کرام علیہم السلام تورات کے احکام پر عامل تھے اور تورات ہی کی طرف دعوت دیا کرتے تھے۔)

یہ تو شرائع ماقبل کی صورتحال تھی، کہ ان میں عمل کے اعتبار سے اتفاق بھی واقع ہوا ہے اور اختلاف بھی کہ ایک نبی بالکل نئی شریعت اور نئے احکام لیکر آئے یا پھر مکمل طور پر سابقہ نبی کی پیروی کرے، اب کیا آخری نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی سابقہ شریعت کے پابند تھے یا نہیں، اگر تھے تو کس حد تک اور اگر نہیں تھے تو کس حد تک تو اس سلسلے میں تفصیلات یہ ہیں کہ:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے دو مرحلے تھے، ایک قبل از بعثت، اور دوسرا مرحلہ بعد از بعثت، اب ان دونوں مراحل میں شرائع ماقبل کی پیروی کے اعتبار سے علماء کرام کے مختلف اقوال ہیں۔

قبل از بعثت شرائع ماقبل کی پیروی

قبل از بعثت شرائع ماقبل کی پیروی کے بارے میں حسب ذیل تین اقوال ہیں:

پہلا قول: پہلا قول بعض متکلمین کا ہے:

کہ قبل از بعثت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شرائع ماقبل کی پیروی کا حکم نہیں دیا گیا تھا۔

دوسرا قوال: بعض علماء کرام کے نزدیک:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبل از بعثت شرائع ماقبل کی پیروی کے پابند تھے، لیکن کس شریعت کے پابند حضرت نوحؑ کی شریعت کے یا حضرت ابراہیمؑ کی شریعت کے یا حضرت موسیؑ کی شریعت کے یا حضرت عیسیؑ کی شریعت کے؟ اس میں اختلاف ہے۔

تیسرا قول: یہ قول توقف کا ہے، جو امام غزالیؒ اور قاضی عبدالجبارؒ کی طرف منسوب ہے۔

امام سرخسی فرماتے ہیں:

"وبین المتکلمین اختلاف فی أن النبی علیہ السلام قبل نزول الوحی (علیہ) ہل کان متعبدا بشریعۃ من قبلہ ، فمنہم من أبی ذلک ومنہم من توقف فیہ ومنہم من قال: کان متعبدا بذلک "۔9

شرائع ما قبل کی پیروی

(متکلمین کا آپس میں اس بارے میں اختلاف ہے کہ وحی کے نزول سے پہلے کیا نبی کریمؐ پچھلی شریعت پر عمل کرنے کے پابند تھے؟ بعض علماء نے اس سے انکار کیا ہے۔ بعض نے توقف اختیار کیا ہے، جبکہ بعض حضرات نے کہا ہے کہ آپ پچھلی شریعت پر عمل کرنے کے پابند تھے)۔

صاحبِ کشف الاسرار رقم طراز ہیں:

(پچھلی شریعتوں کی پیروی کرنے کے حوالے سے علماء کا دو جگہوں میں اختلاف ہے: پہلی یہ کہ کیا آپ بعثت سے پہلے انبیاء کرام علیہ السلام میں سے کسی نبی کی شریعت کی پیروی کے پابند تھے؟ بعض علمائ، جیسے: ابوالحسین البصری اور متکلمین کی ایک جماعت نے اس کا انکار کیا ہے۔ اور بعض نے اس کو ثابت کیا ہے۔ تاہم مثبتین کا پھر اس میں بھی اختلاف ہوا: ایک قول یہ ہے کہ آپ حضرت نوح ؑ کی شریعت کے پابند تھے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ آپ حضرت ابراہیم ؑ کی شریعت کے پابند تھے۔ تیسرا قول یہ ہے کہ حضرت موسیٰ ؑ کی شریعت کے پابند تھے۔ چوتھا قول یہ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کی شریعت کے پابند تھے۔ پانچواں قول یہ ہے کہ ہر اس حکم کی پیروی کے پابند تھے جس کا آسمانی شریعت میں سے ہونا ثابت ہو جاتا۔ بعض علماء نے اس مسئلے میں توقف اختیار کیا ہے، جیسے امام غزالیؒ اور عبد الجبار وغیرہ)۔10

اور امام رازی فرماتے ہیں:

"المسألة السابعة:الحق أن محمدا صلی اللہ علیہ وسلم قبل نزول الوحی ماکان علی شرع أحد من الأنبیاء علیہم السلام، وذٰلک لأن الشّرائع السابقة علی شرع عیسیٰ علیہ الصلاة والسلام صارت منسوخة بشرع عیسیٰ علیہ الصلاة والسلام، وأما شریعة عیسیٰ علیہ السلام فقد صارت منقطعة بسبب أن الناقلین عندہم النصاری، وہم کفار بسبب القول بالتثلیث، فلا یکون نقلہم حجة۔ وأما الذین بقوا علی شریعة عیسیٰ علیہ السلام مع البراء ة من التثلیث فہم قلیلون، فلا یکون نقلہم حجة ۔ وإذا کان کذٰلک ثبت أن محمداً صلی اللہ علیہ وسلم ما کان قبل النبوة علی شریعة أحد۔"11

(ساتواں مسئلہ: حق بات یہ ہے کہ نزولِ وحی سے پہلے محمد صلی اللہ علیہ وسلم انبیاء سابقین میں سے کسی کی بھی شریعت پر نہیں تھے، اس لیے کہ عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت سے پہلی کی شریعتیں عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت کے ساتھ منسوخ ہو گئیں، جبکہ خود شریعتِ عیسوی کا تسلسل بھی منقطع ہو گیا، اس لیے کہ اس کے ناقلین نصاریٰ تھے اور عقیدۂ تثلیث کی وجہ سے وہ کافر ہیں، پس ان کی روایت حجت نہیں اور شریعتِ عیسویہ پر قائم عقیدۂ تثلیث کے منکر عیسائیوں کی تعداد انتہائی قلیل ہے، ان کی روایت اس لیے حجت نہیں۔ اور جب صورت حال یہ ہے تو ثابت ہوا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبوت سے پہلے کسی بھی نبی کی شریعت پر نہیں تھے۔ اس بحث کا خلاصہ یہ ہوا کہ ان تینوں اقوال میں راجح قول یہ ہے کہ قبل از بعثت آپ صلی اللہ علیہ وسلم ما قبل شرائع میں سے کسی شریعت کے پابند نہیں تھے)۔

اب دوسرا مرحلہ یہ ہے کہ کیا بعد از بعثت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی شرائع ما قبل کی پیروی کے پابند تھے یا نہیں؟ تو اس سلسلے میں تفصیل یہ ہے کہ عقلا اور نقلا اس سے کوئی مانع نہیں ہے،

جیسے کہ امام غزالیؒ فرماتے ہیں:

"اما الجواز العقلی فہو حاصل إذ للہ تعالٰی أن یتعبد عبادہٗ بما شاء من شریعۃ سابقۃ أو مستأنفۃ أو بعضہا سابقۃ وبعضہا مستأنفۃ، ولا یستحیل منہ شیء لذاتہ ولا لمفسدۃ فیہ۔۔۔۔۔ أما الوقوع السمعی فلا خلاف فی أن شرعَنا لیس بناسخٍ جمیع الشرائع بالکلیۃ إذ لم ینسخ وجوبَ الإیمان وتحریم الزنا والسرقۃ والقتل والکفر، ولکن حرم علیہ - صلی اللہ علیہ وسلم - ہذہٖ المحظورات بخطابٍ مستأنفٍ أو بالخطاب الذی نزل إلی غیرہٖ وتعبد باستدامتہ ولم ینزل علیہ الخطاب إلا بما خالف شرعہم، فإذا نزلت واقعۃ لزمہٗ اتباع دینہم إلا إذا نزل علیہ وحی مخالف لما سبق فإلی ہذا یرجع الخلاف"12

(یعنی ازروئے عقل اس میں کوئی ممانعت نہیں کہ کسی نبی کو گزشتہ شریعت کی پیروی کا پابند بنایا جائے، جس طرح اس کو نئی شریعت بھی دی جاسکتی ہے، جہاں تک وقوعِ سمعی کا تعلق ہے، تو اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ ہماری شریعت تمام سابقہ شرائع کے لیے بالکلیہ ناسخ نہیں، اس لیے کہ (شرائع سابقہ کے احکام مثلاً) وجوبِ ایمان، زنا، چوری، قتل اور کفر کی حرمت شریعتِ محمدیہ نے منسوخ نہیں کی ہے، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ان ممنوعات کو مستأنف (از سر نو) خطاب (حکم) کے ساتھ حرام کیا، یا پھر ایسے خطاب (حکم) کے ساتھ حرام کیا، جو کسی اور پیغمبر کی طرف نازل ہوا، اور آپ کو اس کے دائم وبرقرار رکھنے کا حکم دیا گیا، جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر صرف وہ احکام نازل ہوئے جو گزشتہ شریعتوں کے مخالف تھے، پس جب کوئی مسئلہ پیش آتا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر گزشتہ انبیاء کے دین کی پیروی لازم ہوتی، مگر یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسی وحی نازل ہو جو گزشتہ حکم کے خلاف ہو، اسی میں اختلاف ہے)۔

جب یہ بات ثابت ہوئی کہ عقلا اور نقلا اس بات میں کوئی مانع نہیں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شرائع ماقبل کی پیروی کا حکم دیا جائے، اور جیسا کہ ثابت ہوا کہ بعض احکام میں ایسا ہوا بھی ہے کہ شرائع ماقبل کی پیروی کی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لیکن اب سوال یہ ہے کہ ان احکام کی مشروعیت کس حیثیت سے ہے شرائع ماقبل کی حیثیت سے ہے؟ یا شریعت محمدیہ کی حیثیت سے؟ اس سلسلے میں مختلف اقوال ہیں، جس کی تفصیل حسب ذیل ہے:

بعد از بعثت شرائع ماقبل کی پیروی سے متعلق چار اقوال

پہلا قول: شَرَائِعُ مَنْ قَبْلَنَا" کے تمام احکام کی اتباع ہمارے اوپر واجب ہے، جب تک ناسخ نہ آئے۔

دوسرا قول: شَرَائِعُ مَنْ قَبْلَنَا" کے کسی بھی حکم کی اتباع ہمارے اوپر واجب نہیں، الا یہ کہ عمل کرنے کا حکم دلیل سے ثابت ہو جائے

تیسرا قول: شَرَائِعُ مَنْ قَبْلَنَا" کے تمام احکام کی اتباع ہمارے اوپر لازم ہے، لیکن اس حیثیت سے کہ ہماری شریعت بن گئی۔

چوتھا قول: شَرَائِعُ مَنْ قَبْلَنَا" کے ان احکام کی پیروی ہمارے اوپر لازم ہے، جن کو قرآن مجید یا احادیثِ نبویہ میں انکار یا تردید کے بغیر نقل کیا جائے۔

چنانچہ امام بزدویؒ فرماتے ہیں:

"قَالَ بَعْضُ الْعُلَمَا: يَلْزَمُنَا شَرَائِعُ مَنْ قَبْلَنَا حَتَّى يَقُومَ الدَّلِيلُ عَلَى النَّسْخِ بِمَنْزِلَةِ شَرَائِعِنَا وَقَالَ بَعْضُهُمْ : لَا يَلْزَمُنَا حَتّٰی يَقُوْمَ الدَّلِيْلُ وَقَالَ بَعْضُهُمْ: يَلْزَمُنَا عَلٰی أَنَّهٗ شَرِيْعَتُنَا"۔13

(بعض علماء کا قول یہ ہے کہ ہمارے اوپر شرائع سابقہ کی پیروی اس وقت تک مطلقًا لازم ہے، جب تک نسخ کی کوئی دلیل قائم نہ ہو، جیسے ہماری اپنی شریعت کا حکم

شرائع ماقبل کی پیروی

ہے۔ بعض کا قول یہ ہے کہ پیروی اس وقت تک لازم نہیں، جب تک پیروی کرنے کی کوئی دلیل قائم نہ ہو، جبکہ بعض کا قول یہ ہے کہ اس حیثیت سے پیروی لازم ہے کہ وہ ہماری شریعت بن گئی).

چونکہ چوتھا اور آخری قول راجح ہے اسی کو تفصیلا بیان کیا جائے گا باقی اقوال کے دلائل ذیل میں ہم سرسری طور پر بیان کریں گے

پہلے قول کے دلائل:

1 :" ثم أَوْحَيْنَا إِلَيْکَ أَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيْفاً وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ۔" 14

(پھر حکم بھیجا ہم نے تجھ کو کہ چل دین ابراہیم پر جو ایک طرف کا تھا، نہ تھا وہ شرک والوں میں)

اس آیت کریمہ میں آپؐ کو صیغہ امر کے ساتھ حکم دیا گیا ہے اور امر وجوب کیلئے آتا ہے لہذا شرائع ماقبل کی پیروی ہم پر واجب ہے۔

2:"إِنَّا أَنْزَلْنَا التَّوْرَاةَ فِيْهَا هُدًى وَّنُورٌ يَّحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ الَّذِيْنَ أَسْلَمُوْا لِلَّذِيْنَ هَادُوْا وَالرَّبَّانِيُّوْنَ وَالْأَحْبَارُ"۔15

(ہم نے نازل کی تورات کہ اس میں ہدایت اور روشنی ہے، اس پر حکم کرتے تھے پیغمبر جو کہ حکم بردار تھے اللہ کے یہود کو، اور حکم کرتے تھے درویش اور عالم).

اس آیتِ کریمہ میں یہ بتایا گیا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام تورات کے ذریعے فیصلے کرتے ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی من جملہ انبیاء میں سے ہیں، پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر تورات کے احکام کے مطابق فیصلے کرنا واجب ہے۔

دوسرے قول کے دلائل:

1:"لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا"16

(ہر ایک کو تم میں سے دیا ہم نے ایک دستور اور راہ).

اس کا مقتضا یہ ہے کہ ہر اُمت کے لیے اللہ تعالیٰ نے ایک شریعت نازل فرمائی ہے، جو اس کے ساتھ خاص ہے، اور اس اُمت کا نبی اسی شریعت کی پیروی کرنے اور اس کی طرف دعوت دینے کا پابند ہے۔17

2:"وَأٰتَيْنَا مُوْسٰى الْكِتَابَ وَجَعَلْنَاهُ هُدًى لِّبَنِىْٓ إِسْرَائِيْلَ۔ 18

(اور دی ہم نے موسیٰ کو کتاب اور کیا اس کو ہدایت بنی اسرائیل کے واسطے)

3: " وَلَقَدْ أٰتَيْنَا مُوْسٰى الْكِتَابَ فَلَا تَكُنْ فِىْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَائِهٖ وَجَعَلْنَاهُ هُدًى لِّبَنِىْٓ إِسْرَائِيْلَ" 19

(اور ہم نے دی ہے موسیٰ کو کتاب سو تو مت رہ دھوکے میں اس کے ملنے سے اور کیا ہم نے اس کو ہدایت بنی اسرائیل کے واسطے)

استدلال کا خلاصہ

ان دونوں آیاتِ کریمہ میں اس بات کی صراحت ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کو دی گئی کتاب، یعنی تورات، خاص بنی اسرائیل کے لیے ہدایت ہے۔

امام سرخسیؒ اس استدلال کو نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"(پس بنی اسرائیل کو اس بات کے ساتھ خاص کرنا کہ "توراۃ اُنہیں کے لیے ہدایت ہے" اس بات کی دلیل ہے کہ ہم (اُمتِ محمدیہ) پر توراۃ کے احکام کی پیروی لازم نہیں، الا یہ کہ کوئی دلیل قائم ہو، جو اس بات کو ثابت کرے کہ ہماری شریعت میں بھی توراۃ کے احکام پر عمل کرنا واجب ہے)20

تیسرا قول اور اس کی مرجوحیت

تیسرے مسلک میں بنیادی اور اہم نقطہ یہ ہے کہ "شَرَائِعُ مَن قَبلَنَا" احکام کی پیروی کے لزوم کے لیے اس بات کی ضرورت نہیں کہ دلیل قطعی سے ان احکام کا شرائع سابقہ میں سے ہونا ثابت ہو جائے۔ ثبوت کی ضرورت نہیں، بلکہ اہل کتاب کی نقل یا پھر محض کتابِ مقدس اور بائبل میں اس حکم کا موجود ہونا کافی ہے۔ گویا اس بات کو کافی ثبوت سمجھا گیا کہ کوئی کتابی کہہ دے کہ فلاں حکم ہماری شریعت کا حکم ہے، یا پھر کوئی بھی کہہ دے کہ فلاں حکم کتابِ مقدس (تورات وانجیل) میں موجود ہے۔ اس کا معنی یہ ہوا کہ سارا دارومدار کتابی اور کتابِ مقدس پر ہوا۔ 21

اس قول کے بطلان کیلئے یہی بات کافی ہے، اس لیے کہ نہ تو کوئی کتابی دین کی باتوں میں معتبر راوی ہے اور نہ کتابِ مقدس کے احکام کی تصدیق کی جاسکتی ہے۔ لہٰذا جن احکام کا اہل کتاب کے ذریعے شرائع سابقہ میں سے ہونا ثابت ہو، یا مسلمانوں نے ان کی کتابوں سے اس کو سمجھا ہو، تو ایسے احکام کی پیروی واجب نہیں، اس لیے کہ دلیل قطعی سے ثابت ہے کہ انہوں نے کتابوں میں تحریف کی ہے، بنابریں! ان کا نقل کرنا معتبر نہیں۔ اسی طرح مسلمانوں کا ان کے ہاتھوں میں موجود کتابوں سے کسی حکم کو سمجھنا اور اس کو نقل کرنا بھی معتبر نہیں، اس لیے کہ یہ احتمال موجود ہے کہ ان کا سمجھا ہوا اور نقل کیا ہوا حکم من جملہ محرف ومبدل احکام میں سے ہو۔ اسی طرح اہل کتاب میں سے اسلام قبول کرنے والوں کے قول کا بھی اعتبار نہیں، اس لیے کہ ان کے قول کی بنیاد ظاہر کتاب ہو گی، یا پھر اہل کتاب کی جماعت کا قول، اور وہ ہمارے لیے حجت نہیں22

حاصل کلام یہ ہوا کہ تیسرا مسلک بھی مرجوح ہے۔

چوتھا قول، وضاحت اور دلائل

ثبوتِ شرعی کی بنیاد پر اپنے نبی کی شریعت کی حیثیت سے اتباع لازم ہے۔

امام غزالیؒ فرماتے ہیں:

"والصّحيح عندنا أنّ ما قصّ الله تعالى منها علينا من غير إنكارٍ أو قصّهٗ رسولُ الله - صلّى الله عليه وسلّم - من غير إنكارٍ فإنّهٗ يلزمنا على أنّهٗ شريعة رسولنا -عليه السّلام"23

شرائع ماقبل کی پیروی

(ہمارے نزدیک صحیح قول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو پچھلی شریعت کے احکام انکار کے بغیر ہمارے سامنے بیان فرمائے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار کے بغیر بیان فرمائے، تو ہمارے اوپر اس حیثیت سے ان کی پیروی لازم ہے کہ وہ ہمارے رسول رحمہ اللہ کی شریعت ہے)۔

بالفاظِ دیگر کسی دلیلِ شرعی (آیتِ قرآنیہ یا حدیثِ نبویہ) سے جن احکام کا شرائعِ سماویہ سابقہ میں سے ہونا ثابت ہو، تو ناسخ صریح کے ظہور تک اس کی اتباع ہم پر لازم ہو گی، لیکن اس حیثیت سے کہ وہ ہمارے نبی کریمؐ کی شریعت بن گئی ہے۔ پس جس حکم کا کتاب اللہ یا سنت رسول اللہ سے حکمِ شرعی ہونا بغیر انکار و بغیر دلیلِ نسخ کے ثابت ہو جائے تو صرف وہی ہمارے لیے حکم شرعی ہو گا۔ ظاہر ہے کہ جب اس کا حکم شرعی ہونا ہماری کتاب (قرآن مجید) اور ہماری سنت و حدیث پر منحصر ہے، تو ہمارے لیے ہماری ہی شریعت کے ایک حکم ہونے کی حیثیت سے واجب الاتباع اور لازم العمل ہے۔

صاحب کشف الاسرار لکھتے ہیں:

"ذہب أكثر مشايخنا منهم الشيخ أبو منصور والقاضى الإمام أبو زيد والشيخان وعامّة المتأخرين - رحمهم الله - إلى أنّ ما ثبت بكتاب الله تعالى أنّه كان من شريعة من قبلنا أو ببيان من رسول الله - صلّى الله عليه وسلّم - يلزمنا العمل به على أنّه شريعة نبيّنا ما لم يظهر ناسخه"24

(ہمارے اکثر مشائخ، جن میں ابو منصورؒ، قاضی امام ابو زیدؒ، شیخینؒ اور اکثر متاخرین کے نام نمایاں ہیں، نے یہ مذہب اختیار کیا ہے کہ کتاب اللہ یا سنت رسول سے جس حکم کا شرائع سابقہ میں سے ہونا ثابت ہو جائے، تو ناسخ ظاہر ہونے تک اس حیثیت سے اس پر عمل کرنا ہمارے اوپر لازم ہے کہ وہ ہمارے نبی کی شریعت ہے)۔

چوتھے قول کی پہلی دلیل

"وَمَا أَرْسَلْنَاکَ إِلَّا کَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَايَعْلَمُوْنَ "۔25

"اور تجھ کو جو ہم نے بھیجا سو سارے لوگوں کے واسطے خوشی اور ڈر سنانے کو، لیکن بہت لوگ نہیں سمجھتے"۔

استدلال کا خلاصہ: اس آیتِ کریمہ کا مفہوم یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اگلے پچھلے تمام انسانوں کے لیے نبی ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آنے والے انسانوں کے لیے واجب الاتباع ہے، اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے گزرنے والوں کے لیے بایں معنی واجب الاتباع ہے کہ اگر ان میں سے کوئی دنیا میں آئے گا تو شریعتِ محمدیہ (علی صاحبہا الصلوۃ والسلام) کی پیروی کا پابند ہو گا۔

صاحب کشف الأسرار لکھتے ہیں:

"أنّه مبعوث إلى جميع الناس حتّى وجب على المتقدّمين والمتأخّرين اتبّاع شريعته فكأن الكلّ تابعاً له"۔26

(آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں کی طرف مبعوث تھے، یہاں تک کہ اگلے پچھلوں سب پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کی پیروی واجب تھی، پس سب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع تھے)۔

دوسری دلیل:

"ثمّ أورثنا الكتاب الّذين اصطفينا من عبادنا"۔27

(پھر ہم نے وارث کیے کتاب کے وہ لوگ جن کو چن لیا ہم نے اپنے بندوں سے)

استدلال:

اس آیتِ کریمہ میں یہ بتایا گیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سابقہ انبیاء کی شریعتوں کے محاسن کے وارث ہیں، گویا وہ شرائع 'میراث ہیں، جو خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منتقل ہوئی ہیں۔ اور میراث کا اُصول یہ ہے کہ وہ مورث کی ملکیت سے وارث کی ملکیت میں منتقل ہو جاتی ہے، پھر وہ وارث ہی کی ملکیت رہتی ہے، اور وارث ہی کی طرف منسوب ہوتی ہے، مورث کی طرف نہیں، اس لحاظ سے خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم تمام شرائع سابقہ کے وارث ہیں اور اب وہ شریعتیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہیں۔ تو اس کی پیروی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت پر بایں حیثیت واجب ہے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت ہیں، نہ کہ ان سابقہ انبیاء علیہم السلام کی شرائع۔

صاحب کشف الاسرار رقم طراز ہیں:

"اشار إلى أنّ شرائع من قبلنا إنّما تلزمنا على أنّها شريعة لنبيّنا لا أنّها بقيت شرائع لهم، فإنّ الميراث ينتقل من المورّث إلى الوارث على أنّه يكون ملكًا للوارث ومضافًا إليه لا أنّه يكون ملكًا للمورّث فكذٰلک ہذا" 28

(آیتِ کریمہ میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ سابقہ شریعتوں کی پیروی ہمارے اوپر اس حیثیت سے لازم ہے کہ وہ ہمارے نبی کی شریعت ہے، یہ نہیں کہ ابھی تک ان کی شریعت کی حیثیت سے باقی ہیں، اس لیے کہ میراث مورث سے وارث کی طرف اس طور پر منتقل ہوتی ہے کہ وارث کی ملک بن جاتی ہے، اور وارث کی طرف اس کی اضافت ونسبت ہو جاتی ہے، نہ یہ کہ مورث کی ملک رہتی ہے۔ اس طرح یہاں بھی ہے)۔

چوتھا قول اپنے مضبوط دلائل کی بنیاد پر راجح ہے اور اکثر ائمہ احناف ومشائخ کا مسلک ہے۔

نتیجہ:

راجح اقوال کی روشنی میں یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ شرائع ما قبل کی پیروی من کل الوجوہ منسوخ ہیں، قبل از بعثت آپ صلی اللہ علیہ وسلم بلکل اس کے پابند نہیں تھے اور بعد از بعثت جن احکام سے متعلق قرآن وحدیث میں کوئی انکار نہیں آیا ہے وہ امت محمدیہ (علی صاحبہا الصلاۃ والسلام) پر لازم ہیں لیکن بطور شریعت محمدیہ کے نہ کہ شرائع ما قبل کی حیثت سے۔

حوالہ جات(Reference)

1۔ طحاوی، احمد بن محمد، العقیدۃ الطحاویہ (کراچی: المکتبۃ البشری) ۱۱۳

Tahavi,Ahmed ibn Muhammad, Al-aqeedutthavia(Krachi, Maktba al Bushra)13

2 ۔ :البقرہ، آیت:۴

Al Baqra: 4

3البقرہ، آیت:۲۸۵

Al Baqra: 285

4۔ شیبانی، احمد بن حنبل، مسند الامام احمد بن حنبل، (بیروت: موسسۃ الرسالۃ، ۲۰۰۱ء)۱۳:۵۴۵

Shiabani,Ahmed ibn Humbal,Musanad Imam Ahmed ibn Humbal(Biarot, Muassisstu al rrisala ,2001)

13:545

5۔ایضاً

Ibid

6۔ بخاری، عبد العزیز بن احمد، کشف الاسرار، شرح اصول البزدوی، (دار الکتب العلمیہ، بیروت)۲:۲۱۲۔

Al-Bukhari, Abdul Azeez ibn Ahmed,Kashful-asrar,2:212.

7۔ عسقلانی، احمد بن علی بن حجر، فتح الباری شرح صحیح البخاری، (بیروت: دار العلم، ۲۰۰۳)۱:۲۲۱

Al-Asqalani, Ahmed ibn Ali bin Hajar, Fathu Al-bari (Bairot, Darul ul ilm,2003)1:221

8۔عبد المحسن بن احمد، شرح حدیث جبریل فی تعلیم الدین، (الریاض: مطبعۃ سفیر، ۲۰۰۳)۱:۳۶

Abdul-Muhsin ibn Ahmed, Sharh Hdith jbrail fi taleemu ddin,(Alriyaz, Matbatu-safeer,2003)1:,36

9۔ سرخسی، محمد بن احمد، اصول السرخسی، (بیروت: دار المعرفۃ)۲:۱۰۰

Al-Srakhsi, Muhammad ibn Ahmed, Usool-sarakhsi(Bairot,Darul-marifa) 2:100

10۔ البخاری، عبد العزیز بن احمد، کشف الاسرار، شرح اصول البزدوی، ۲:۲۱۲

Al-Bukhari, Abdul Azeez ibn Ahmed,Kashful-asrar,2:212.

11۔ الرازی، محمد بن عمر، معالم اصول الدین، (لبنان: دار لکتاب العربی)۱:۱۱۰

Al-Raze, Muhammad ibn Umar, Maalim Usool ud den,(Labnan, Darul-kutub Alarbi)1:110

12۔ الغزالی، محمد بن محمد، المستصفی، (دار الکتب العلمیۃ، ۱۹۹۳ء)۱:۱۶۵

Al-Ghazali, Muhammad ibn Muhammad, Al-Mustasfa,(Darul-kutub Alilmia,1993),1:165

13۔ البخاری، عبد العزیز بن احمد، کشف الاسرار، شرح اصول البزدوی، ۳:۲۱۲

Al-Bukhari, Abdul Azeez ibn Ahmed,Kashful-asrar,3:212.

14۔ ایضاً۔

Ibid

15۔ المائدہ، آیت:۴۴

Al-Maida,:44

16۔ المائدہ، آیت:۴۸

Al-Maida,:48

17۔ البخاری، عبد العزیز بن احمد، کشف الاسرار، شرح اصول البزدوی، ۳:۲۱۴

Al-Bukhari, Abdul Azeez ibn Ahmed,Kashful-asrar,3:214

18۔ الاسراء:۲

Al-Isra:2

19۔ السجدہ، آیت:۴۴

Al-Sajda,:23

20۔ السرخسی، محمد بن احمد، اصول السرخسی (بیروت: دار المعرفۃ،)۲:۱۰۱

Al-Srakhsi, Muhammad ibn Ahmed, Usool-srakhsi,(Berut;dara Al Marifa)2:101

21۔ السرخسی، محمد بن احمد، اصول السرخسی، ۲:۹۹

Al-Srakhsi, Muhammad ibn Ahmed, Usool-srakhsi,2:99

22۔ البخاری، عبد العزیز بن احمد، کشف الاسرار، شرح اصول البزدوی، ۳:۲۱۳

Al-Bukhari, Abdul Azeez ibn Ahmed,Kashful-asrar,3:213

23۔ الغزالی، محمد بن محمد، المستصفی، (دار الکتب العلمیۃ، ۱۹۹۳ء)۱:۱۶۵

Al-Ghazali, Muhammad ibn Muhammad, Al-Mustasfa,1:165

24۔ البخاری، عبد العزیز بن احمد، کشف الاسرار، شرح اصول البزدوی، ۳:۲۱۳

Al-Bukhari, Abdul Azeez ibn Ahmed,Kashful-asrar,3:213

25۔ السبا، :۲۸

Al-Saba,:28

26۔ البخاری، عبد العزیز بن احمد، کشف الاسرار، شرح اصول البزدوی، ۳:۲۱۵

Al-Bukhari, Abdul Azeez ibn Ahmed,Kashful-asrar,3:215

27۔ الفاطر، آیت: ۳۲

Al-fatir:32

28۔ البخاری، عبد العزیز بن احمد، کشف الاسرار، شرح اصول البزدوی، ۳:۲۱۰

Al-Bukhari, Abdul Azeez ibn Ahmed,Kashful-asrar,3:210